OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نعتیہ کلام "حدائقِ بخشش" کی شروحات کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ

(A Critical and Comparative Study of the Commentaries of *"Ḥadā'iq-i-Bakhshish"* by *Mawlānā Ahmad Razā Khān Barelvī*)

Waqas Sharif
Doctoral Candidate Urdu, AIOU, Islamabad/ Assistant Professor of Urdu, Govt. Graduate College Sara-e-Alamgir
Maria Abbas
ESE, Govt. Girls Elementary School, Ansar Colony No 2, Multan
Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz
Associate Professor of Islamic Studies, UET, Lahore

Abstract

This article is a critical and comparative study of the commentaries of *"Ḥadā'iq-i-Bakhshish",* a book of devotional poetry in praise of Prophet Muhammad (ﷺ) by a prominent Indian Scholar, jurist, poet and Sufi *Mawlānā Ahmad Razā Khān Barelvī* (1856-1921). *"Ḥadā'iq-i-Bakhshish",* is most widely interpreted work in Urdu poetry after that of *Ghālib and Iqbāl.* As an erudite author and poet, *Barelvī* is not so simple for a common reader to grasp the meaning from his words and phrases. So different interpreters in different eras have endeavored to reveal the message and meaning from his works. This study identifies and critically examines thirteen interpreters' works on *"Ḥadā'iq-i-Bakhshish". Muftī Ghulām Yāseen Rāz Amjadī, Mirzā Amjad Rāzī, Hāfiz Zakā Ullāh Saeedī* and *Mawlānā 'Āasī Karnālī* have been found the best interpreters. The interpretations of *Sufi Muhammad Awwal and Mawlānā Ghulām Ḥassan Qādrī* are although original in nature yet on various points they could not have dealt with the text as it demanded.

CC BY

Interpretations of *Muftī Faiz Ahmed Awaisī, Mawlānā Ghulām Ḥassan Qādrī, Muhammad Arif Mehmood Khān Qādrī, Sufi Muhammad Abdul Sattār Tāhir Masoodī, Muftī Muhammad Khān* and *Naeem Ullāh Qādrī* have influence of the work of earlier interpreters. This research also points out differences and similarities found in the meanings, paraphrasing, explanations and interpretations of pertinent devotional poetic verses discussed by the referred interpreters.

Key Words: *Ahmad Razā Khān Barelvī, "Ḥadā'iq-i-Bakhshish",* commentaries, interpreters

تمہید

مشرق و مغرب میں علمِ شرح کا آغاز مذہبی متون کی شرح و تفسیر سے ہوتا ہے، جس کا بنیادی مقصد کلامِ خُدا کی تفہیم و ترسیل کے ذریعے دنیوی و اُخروی نعائم کا حصول رہا ہے۔ مغرب میں بائبل کی شرح کی ایسی مستحکم روایت نظر نہیں آتی، جیسی قُرآن و حدیث، فقہ، منطق اور دوسرے علوم و فنون کی شاندار اور مستحکم روایت مشرق میں جاری و ساری ہے۔ شرح در شرح کی اس عظیم الشان روایت میں علوم و فنون جنم لیتے اور اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے رہے۔ اُردو شرح نگاری کا آغاز بھی اسی روایت کے زیرِ اثر ہوا ہے، جس کی ابتدا مختلف فارسی اور عربی متون کے تراجم، حواشی اور شرح کی صورت میں ہوئی ہے۔ شرح کا بنیادی فریضہ متن کی تفہیم کو آسان بنانا ہوتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ شرح کے لیے ایسے متون کا انتخاب کیا جاتا رہا ہے، جن کی تفہیم مشکل رہی ہے۔ اُردو شرح نگاری کا آغاز اُنیسویں صدی کے آخری رُبع میں کلامِ غالبؔ کی شرح سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد بیسویں صدی کے پہلے نصف تک ذوقؔ، نظیرؔ، مومنؔ اور دردؔ کے کلام کی شروح بھی لکھی گئیں۔ غالبؔ کے بعد شروح کی تعداد کے لحاظ سے کلامِ اقبالؔ دوسرے اور کلامِ رضاؔ یا امام احمد رضا خان بریلوی (1856ء-1921ء)[1] کا کلام تیسرے نمبر پر آتا ہے۔

امام احمد رضاؔ خاں بریلوی کا نعتیہ دِیوان "حدائقِ بخشش" تین حصّوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو حصے 1906ء میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے دو الگ الگ جلدوں میں چھپے، جب کہ تیسرے حصے میں اُن کا غیر مطبوعہ کلام ہے، جسے امام احمد رضاؔ کی وفات کے بعد مولانا محبوب علی قادری نے 1933ء میں شائع کرایا تھا۔ "حدائقِ بخشش" کے پہلے، دوسرے اور تیسرے حصے میں اشعار کی تعداد علی الترتیب تیرہ سو نوے (1390)، پانچ سو ننانوے (599) اور ایک ہزار چون (1054) ہے۔ کل تین

[1] مولانا احمد رضا خان بریلوی کی ذات مذہبی اور علمی لحاظ سے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ ایک عظیم نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے مانہ ناز حنفی عالم، محقق، فقیہ، محدث اور صوفی تھے۔ "کنزالایمان" کے عنوان سے ترجمۂ قرآن، "فتاوی رضویہ" کے عنوان سے فقہی آرا اور "حدائقِ بخشش" کے عنوان سے نعتیہ کلام ان کی علمی و شعری عظمت کی ناطق شہادتیں ہیں۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈوبے اُن کے نعتیہ کلام میں کیف و سُرور کے ایسے دھارے بہتے ہیں کہ سننے والوں کے ایمان تازہ اور دل سرورِ کائنات ﷺ کے نُور سے مُنوّر ہو جاتے ہیں۔

ہزار سات سو چھے (3706) اشعار میں سے چھے سو تریسٹھ (663) اشعار عربی اور فارسی زبان میں ہیں، باقی تین ہزار تنتالیس (3043) اشعار اُردو میں ہیں۔

کلامِ رضاؔ سرکارِ دوعالم ﷺ کی عقیدت و محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، تاہم امام احمد رضا کے بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ ان کے مطالب و معانی تک عوام تو کیا عُلما بھی نہیں پہنچ سکتے۔ قُرآن و حدیث سے تشبیہاتی، استعاراتی، کنایاتی اور تلمیحاتی انداز سے معطّر ہونے کی وجہ سے کلامِ رضاؔ میں ایسے مقام بھی آتے ہیں، جہاں اس مہک کی مشامِ رُوح تلک رسائی شرح کے بغیر مُمکن نہیں ہوتی۔ شرحِ کلام کی شدید ضرورت ہی تھی کہ کلامِ رضا کی شرحیں بہت کثرت سے تحریر کی گئیں۔

اس تحقیقی مضمون میں کلامِ رضاؔ کی تیرہ شروح کا تحقیقی و تنقیدی اور تقابلی جائزہ لیا گیا ہے؛ ان میں سے چھ شروح میں مکمل نعتوں اور مناقب کی شرح کی گئی ہے، جب کہ دو شروح میں مختلف نعتوں اور مناقب کے ایک ایک شعر کی فنی نقطہ نظر سے شرح کی گئی ہے، باقی قصیدہ معراجیہ کی ایک شرح اور سلامِ رضاؔ کی تین مکمل اور ایک نامکمل شرح شامل بحث ہے۔ مفتی غلام یٰسین راز امجدی، صوفی محمد اوّل، مفتی فیض احمد اویسی، مولانا غلام حسن قادری اور صوفی محمد عبد الستار طاہر مسعودی نے مکمل نعتوں اور مناقب کی شرح لکھی ہے۔ علامہ عبد الستار ہمدانی نے صنعتِ تجنیسِ کامل کی نشان دہی کرتے ہوئے فنی نقطہ نظر سے مختلف اشعار کی شرح لکھی ہے، جب کہ میرزا امجد رازی نے یہی کام مختلف بدائع لفظی و معنوی کے حوالے سے کیا ہے۔ مولانا عاصی بغدادی نے قصیدہ معراجیہ اور مفتی محمد خان، محمد نعیم اللہ قادری، علامہ ذکاءاللہ سعیدی نے سلام رضاؔ کی مکمل اور علامہ محمد جلال الدین نے نامکمل شرح لکھی ہے۔

وثائق بخشش: مفتی غلام یٰسین رازؔ امجدی

مفتی غلام یٰسین رازؔ امجدی "حدائقِ بخشش" کے پہلے شارح ہیں، جنھوں نے "حدائقِ بخشش" کے بارہ (12) فی صد کلام کی شرح کی ہے، جو پچیس نعتوں کے تین سو تہتر (373) اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ شرح پہلے قسط وار معارفِ رضاؔ میں شائع ہوئی اور 1976 میں کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی۔ مفتی غلام یٰسین سے پہلے پروفیسر فیاض احمد کاوشؔ نے "سلامِ رضاؔ" کے بعض اشعار کی شرح کی ہے، یا مرزا نظام الدین بیگ جامؔ اور مفتی محمد نصر اللہ خان نے "قصیدہ معراجیہ" کی شرحیں لکھی ہیں؛ تاہم مفتی غلام یٰسین کو "حدائقِ بخشش" کا پہلا شارح مانا جاتا ہے۔ وجاہت رسول قادری، صدرِ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا لکھتے ہیں:

> سب سے پہلے تو علامہ مفتی غلام یٰسین صاحب رازؔ دامت برکاتہم عالیہ، شاگردِ رشید حضرت صدرالشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ ملیر کراچی کی دو جلدوں میں "حدائقِ بخشش" کی شرح منظرِ عام پر آئی۔[2]

محمد عبدالحکیم شرف قادری، مفتی محمد فیض احمد اویسی کی شرح "الحقائق فی الحدائق" کی جلد ہشتم کے آغاز میں شرح کی ضرورت واہمیت اور ابتدائی شارحین کے بارے میں لکھتے ہیں:

[2] وجاہت رسول قادری، حرفِ سُخن مشمولہ الحقائق فی الحدائق، محمد فیض احمد اویسی (کراچی: مختار پبلی کیشنز، 1995)، 2:4۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا کوثر و تسنیم سے دُھلا ہوا کلام سرکارِ دو عالم ﷺ کی عقیدت و محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، تاہم آپ کے بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ ان کے مطالب و معانی تک عوام تو کیا عُلماء بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے شدّت سے یہ کمی محسوس کی جارہی تھی کہ "حدائق بخشش" کی شرح لکھی جائے۔ کراچی کے حضرت علامہ غلام یٰسین مد ظلہ العالی نے "وثائقِ بخشش" کے نام سے شرح لکھنی شروع کی، اس کے صرف دو حصے چھپ سکے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اوّل شاہ مد ظلہ العالی بھی اس کی شرح لکھ رہے ہیں، جو ماہنامہ القول السدید میں قسط وار چھپ رہی ہے، لیکن یہ دونوں شرحیں مختصر ہیں۔[3]

مفتی غلام یٰسین "حدائقِ بخشش" کے بہترین شارح ہیں، اگرچہ اُنھوں نے اِس کے بارہ (12) فی صد کلام کی شرح کی ہے، لیکن وہ اشعار کی رُوح تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اُنھوں نے زیادہ تر اشعار کی شرح دو حصوں میں کی ہے۔ پہلے حصے میں وہ اشعار کی حلِ لُغات بیان کرتے ہیں، جب کہ دوسرے حصے میں بہترین انداز میں اشعار کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ اُنھوں نے تقریباً ایک تہائی اشعار کی شرح میں مطابقت کا عُنوان قائم کرتے ہوئے قُرآن و حدیث کے حوالے سے اشعار کے معانی و مطالب واضح کیے ہیں۔ درج ذیل شعر کی دو حصوں میں کی گئی شرح دیکھیے:

عرصۂ حشر کجا؟ موقفِ محمود کجا؟
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائیِ دوست

شرح الفاظ: عرصہ حشر (عربی): حشر کا میدان، میدانِ حشر۔ کجا (فارسی): کہاں، برائے نفی۔ موقف (عربی): کھڑے ہونے کی جگہ، نصب العین۔ محمود (عربی): حمد کیا گیا، تعریف کیا ہوا، موقفِ محمود یعنی مقامِ شفاعت۔ ساز (فارسی): تعلق، میل جول۔ ہنگامہ (اردو): بھیڑ بھکڑ، شور شار۔ یکتائی (فارسی): انوکھا پن۔

مطلب: میرے بے مثل محبوب ﷺ کی یکتائی اور انوکھا پن کا تعلق بھیڑ بھکڑ اور شور شار سے نہیں ہے کہ جب میدانِ حشر کا شور برپا ہو تو مقامِ محمود (مقامِ شفاعت) پر کھڑے ہوں اور شفاعت فرمائیں۔ میرے پیارے محبوب ﷺ اپنی شفاعت میں اس کے قطعاً محتاج نہیں ہیں، بل کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ازل سے ہی مرتبہ شفاعت پر فائز فرما دیا ہے اور آپ اپنی گنہگار اُمت کی شفاعت فرماتے رہتے ہیں۔[4]

شارح مذکور کی درج ذیل شعر کی شرح بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ بیان کی روانی اور تسلسل قابلِ داد ہے۔ فعل کا جو صیغہ شعر میں استعمال ہوا ہے، وہی صیغہ شرح میں بھی برتا گیا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ شرح میں کوئی لفظ یا جملہ فالتو یا کم ہے۔

میں یادِ شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم
ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گل

---

[3] محمد عبد الحکیم شرف قادری، شرح حدائقِ بخشش مشمولہ الحقائق فی الحدائق، محمد فیض احمد اویسی، 3:8۔

[4] مفتی غلام یٰسین راز امجدی، وثائقِ بخشش (کراچی: جمعیتِ اشاعتِ اہلِ سنّت، س ن)، 1:223۔

شرح الفاظ: عنادل (عربی) عندلیب کی جمع بلبلیں۔ ہجوم (عربی) بھیڑ، اژدہام۔ اشک (فارسی) آنسو۔ لالہ فام (فارسی) گل رخ، سرخ پھول جیسے منہ والا۔ احتمال (عربی) شک وشبہ، خیال کرنا

مطلب: خدایا میں ہر گھڑی شاہ دوعالم کی یاد میں خون کے آنسوؤں سے روؤں اور بلبلوں کو میرے سرخ پھول جیسے آنسوؤں پر گلاب کے پھولوں کا شک وشبہ ہو، جس کے عشق ومحبت میں میرے گرد وپیش بھیڑ لگائے رکھیں۔[5]

سُخنِ رضاؔ مطلب ہائے حدائقِ بخشش: صوفی محمد اوّل

کلامِ رضاؔ کی دوسری شرح "سُخنِ رضاؔ مطلب ہائے حدائقِ بخشش" از صوفی محمد اوّل 1992ء میں شائع ہوئی۔ اُنھوں نے "حدائقِ بخشش" کے دو ہزار اُنسٹھ (2059) اشعار کی شرح کی ہے، جو "حدائق بخشش" کے اُردو کلام کا اڑسٹھ (68) فی صد ہے۔ اُنھوں نے "حدائقِ بخشش" کے تینوں حصوں سے کلام کا انتخاب کیا ہے، لیکن حصہ سوّم سے منتخب کلام کی نشان دہی نہیں کی کہ یہ امام احمد رضاؔ کا غیر مطبوعہ کلام ہے، جو اُن کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

صوفی محمد اوّل کا طرزِ شرح نگاری مفہوماتی اور سطحی ہے۔ وہ شعر کی رُوح تک رسائی حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ کلامِ رضاؔ کا بڑا حصہ آسان اور عسیر الفہم ہے؛ اِس حصے کی شرح کرتے ہوئے شارح جیسے تیسے گزر جاتے ہیں۔ کلامِ رضاؔ کے پچیس تیس فی صد حصے کی تفہیم شرح کی محتاج ہے؛ اِس حصے کی شرح کرتے ہوئے شارح کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ صوفی محمد اوّل ایک ساتھ چھ سات اشعار کا متن با قاعدہ نمبروں کے ساتھ درج کرتے ہیں اور پھر ان کی حلِ لغات بھی ایک ساتھ بیان کرتے ہیں اور پھر شعر کا نمبر درج کرتے ہوئے اشعار کی شرح کرتے جاتے ہیں۔ مذکورہ مشروح شعر کی شرح کرتے ہوئے شارح کج فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ انھوں نے یکتائی کے معانی؛ بے مثالی، وحدانیت، اور توحید بیان کیے ہیں اور یکتائیِ دوست سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مراد لی ہے۔ وہ یکتائیِ دوست کی تعبیر کرتے ہوئے شرح کو واقعہ معراج شریف کی طرف لے گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> مقامِ محمود کا مقابلہ ہنگامہ محشر سے نہیں ہو سکتا، کیوں کہ دوست کی بے مثال وحدت ہجوم کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لامکاں میں بلایا، جہاں دُوئی کی گنجائش ہی نہیں۔[6]

اسی طرح صوفی محمد اول درج ذیل شعر کی شرح کرتے ہوئے ہزاران کے معانی سمجھنے میں مغالطے کا شکار ہوئے ہیں اور شعر کے معانی ومطالب کھولنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب، ہائے بیابانِ عرب

مشکل الفاظ کے معانی: فردوس: جنت۔ ہزاران: جو گنے نہ جائیں، ضرور بالضرور بلا مبالغہ۔ ہائے: درد بھری آواز۔ صحرائے: جنگل، ریگستان۔ بیابان: ویرانہ، اجاڑ۔

مطلب اشعار: عرب جنت کے باغ کی طرف ضرور جاتے ہیں مگر افسوس عرب کے ریگستانوں اور ویرانوں کی یاد ستاتی ہے۔[7]

---

[5] غلام یٰسین، وثائق بخشش، 2:280۔

[6] صوفی محمد اوّل، سُخنِ رضاؔ مطلب ہائے حدائقِ بخشش (لاہور: مکتبہ دانیال، س۔ن)، 57۔

انھوں نے نہ صرف ہزاران کے معانی غلط لکھے ہیں بل کہ صحرائے عرب کی اضافت یائے مجہول عرب سے علیحدہ ہو کر آگئی ہے۔ شرح کے پہلے فقرے پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہزاران کے معانی ضرور مراد لیے ہیں۔ اب اسی شعر کی شرح غلام یٰسین کی زبانی سنیں۔

جب عرب کے محب اور مدحت سرائے رسول ﷺ وصال کر جاتے ہیں، تو سیدھے جنت الفردوس چلے جاتے ہیں اور اپنے محبوب ممدوح کی پیاری سرزمیں کو خیر باد کہہ دیتے ہیں، مگر ہند میں بیٹھے میرے دل کے اندر تو عرب کے جنگلوں اس کے چٹیل میدانوں کے فراق کا انتہائی درد و کرب ہے۔ میرے لیے اس کی جدائی ناقابل برداشت ہے۔ نامعلوم لوگ اس کی جدائی کیسے گوارا کر کے جنت کو جاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو میرے محبوب کے دیار عرب کے صحرا و بیابان جنت الفردوس سے کہیں بہتر و جاذب ہیں۔[8]

الحقائق فی الحدائق: مفتی محمد فیض احمد اویسی

مفتی محمد فیض احمد اویسی نے کلامِ رضاؔ کی شرح "الحقائق فی الحدائق" کے عُنوان سے پچیس(25) جلدوں میں کی ہے، جس کی پہلی جلد 1994ء میں شائع ہوئی۔ اِن پچیس (25) جلدوں میں سے چودہ(14) جلدیں منظرِ عام پر آئی ہیں، باقی گیارہ(11) جلدیں تاحال غیر مطبوعہ ہیں۔ فیض احمد اویسی اِن جلدوں کی تعداد کے بارے میں لکھتے ہیں:

> فقیر اویسی غفرلہ نے ابتداً صرف چار جلدوں کا خاکہ ذہن میں رکھ کر شرح حدائقِ بخشش کا آغاز کیا، لیکن اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت، امام احمد رضاؔ بریلوی قدس سرہ کی رُوحانیت کے تصرف سے بڑھتے بڑھتے آپ کے یومِ وصال کے مطابق پچیس جلدوں کا مجموعہ تیار ہو گیا، لیکن طباعت کے مراحل میرے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہیں۔ اِس کا حل بھی ہو گیا کہ مختلف اِدارے ایک ایک دو دو جلدیں شائع کرنے لگے۔[9]

"الحقائق فی الحدائق" کی تیرھویں جلد میں امام احمد رضاؔ بریلوی کی فارسی مثنوی "مثنوی ردِ امثالیہ" کی شرح ہے۔ یہ مثنوی" حدائقِ بخشش" میں شامل نہیں ہے، شارح نے باقی سترہ سو چونسٹھ(1764) اشعار کی شرح تیرہ(13) جلدوں میں کی ہے، جو کُل اُردو کلام کا اٹھاون(58) فی صد ہے۔ محمد مسعود احمد، "الحقائق فی الحدائق"، جلد اوّل کی تقدیم میں لکھتے ہیں:

> علامہ اویسی صاحب نے جامعہ رضویہ(فیصل آباد) میں قیام کے دوران(1952) میں شرح کا آغاز کیا، پھر وہ لکھتے رہے، یہاں تک ضخیم مجلات تیار ہو گئیں، جس کا پہلا حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک فکری و علمی شرح ہے، جس کا مقصد مسلکِ اہلِ سنت کا تحفظ ہے۔ امام احمد رضا نے قُرآن و حدیث اور اقوال

---

[7] محمد اول، سخنِ رضاؔ مطلب ہائے حدائق بخشش، 55۔

[8] غلام یٰسین، وثائق بخشش، 2:205، 204۔

[9] اویسی، الحقائق فی الحدائق، 14:4۔

سلف کی روشنی میں، جن عقائد اہلِ سنت کو اپنے اشعار میں سمویا ہے، حضرت علامہ اویسی نے اِن کو شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔[10]

اِس میں کوئی شک نہیں کہ کلامِ رضاؔ قرآن وحدیث کی روشنی سے منوّر ہے اور قرآن وحدیث کے حوالہ جات کے بغیر کلامِ رضاؔ کی تفہیم نا ممکن ہے، لیکن مفتی محمد فیض احمد اویسی نے مذہبی تنقید کی بنیاد شرح پر رکھی ہے، جس میں اشعار کی تفہیم پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔"الحقائق فی الحدائق" کی پہلی تین جلدوں پر "وثائقِ بخشش" کے گہرے اثرات ہیں، بل کہ شارح نے اکثر مقامات پر "وثائقِ بخشش" کے مندرجات کو من وعن دُہرادیا ہے۔

مذکورہ مشروح شعر کی شرح فیض احمد اویسی صاحب نے تین صفحات میں کی ہے۔ انھوں نے پہلے دو عنوانات؛ حلِ لغات اور شرح کے تحت شعر کے مشکل الفاظ کے معانی اور شرح لکھی ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

حلِ لغات: عرصہ حشر: حشر کا میدان، میدانِ حشر۔ کجا: کہاں، برائے نفی۔ موقف: کھڑے ہونے کی جگہ، نصب العین۔ محمود: حمد کیا گیا، تعریف کیا ہوا، موقف محمود یعنی مقامِ شفاعت۔ ساز: تعلق، میل جول۔ ہنگامہ: بھیڑ بھکڑ، شور شار۔ یکتائی: انوکھا پن۔

شرح: بے مثل محبوب ﷺ کی یکتائی اور انوکھا پن کا تعلق میدانِ حشر کی بھیڑ بھکڑ اور شور شار سے نہیں ہے کہ جب میدان حشر کا شور برپا ہو تو مقامِ محمود (مقامِ شفاعت) پر کھڑے ہوں اور شفاعت فرمائیں۔ میرے پیارے محبوب ﷺ اپنی شفاعت میں اس کے قطعاً محتاج نہیں، بل کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ازل سے ہی مرتبہ شفاعت پر فائز فرمادیا اور اپنی گنہگار اُمت کی شفاعت فرماتے رہتے ہیں۔[11]

علامہ غلام یٰسین راز امجدی نے مذکورہ مشروح شعر کی حلِ لغات بیان کرتے ہوئے قوسین میں عربی، فارسی اور اردو لکھ کر وضاحت کی ہے کہ یہ لفظ کس زبان کا ہے، جب کہ مولانا فیض احمد اویسی نے یہ وضاحت حذف کر دی ہے، باقی وہی حلِ لغات دہرادی ہے۔ غلام یٰسین راز امجدی نے مطلب کے عنوان سے جو شرح بیان کی ہے، انھوں نے وہ بھی شرح کے عنوان کے ساتھ من وعن نقل کر دی ہے، باقی اڑھائی صفحات کی شرح میں انھوں نے اِذنِ شفاعت، فائدہ، احادیثِ مبارکہ، سوال، جواب اور نوٹ کے عنوانات کے تحت مسلکِ اہلِ سنّت کا تحفظ کیا ہے۔

ہوئے کم خوابیٔ ہجراں میں ساتوں پردے کم خوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

درج بالا شعر کی شرح میں غلام یٰسین نے لکھا تھا:

> حبیب لبیب، دکھی دلوں کے طبیب ﷺ کے فراق میں آنکھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور پے پردوں کا ایسا اچھا دھیان جمایا کہ آنکھوں کے ساتوں پردوں پر نقشہ کھنچ گیا، اسی لیے میری آنکھوں کے

---

[10] محمد مسعود احمد، تقدیم مشمولہ الحقائق فی الحدائق، محمد فیض احمد اویسی، 12:1۔

[11] اویسی، الحقائق فی الحدائق، 9:3۔

ساتوں پردے بڑے قیمتی ہو گئے، کیوں کہ ان پر حضور ﷺ کی قبر انور کے پردے منقش ہو گئے ہیں
، جس سے مجھے انتہائی خوشی ہے۔[12]

فیض احمد اویسی نے اس شعر شرح کرتے ہوئے حبیب لبیب، دکھی دلوں کے طبیب ﷺ کے القابات کو حضور سرور عالم، نور مجسم ﷺ کے القابات سے بدل دیا ہے، باقی ساری کی ساری شرح من و عن نقل کر دی ہ: "حضور سرور عالم، نور مجسم ﷺ کے فراق میں آنکھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پردوں کا ایسا اچھا تصور جمایا کہ آنکھوں کے ساتوں پردوں پر نقشہ کھنچ گیا۔ اسی لیے میری آنکھوں کے ساتوں پردے بڑے قیمتی ہو گئے، کیوں کہ ان پر حضور ﷺ کی قبر انور کے پردے منقش ہو گئے ہیں، جس سے مجھے انتہائی خوشی ہے۔"[13]

شرح کلامِ رضاؔ فی نعت المصطفیٰ ﷺ : مولانا غلام حسن قادری

مولانا غلام حسن قادری کی "شرح کلامِ رضاؔ فی نعت المصطفیٰ ﷺ" مشتاق بک کارنر لاہور سے شائع ہوئی۔ اِس کتاب پر سنِ اشاعت درج نہیں ہے، لیکن داخلی شہادتوں کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ شرح "حدائقِ بخشش" کی مذکورہ تینوں شروح کے بعد شائع ہوئی ہے، کیوں کہ اِس شرح پر پہلی تینوں شروح کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ شارح نے "حدائقِ بخشش" کے چونسٹھ (64) فی صد کلام کی شرح لکھی ہے، جو انیس صد تنتالیس (1943) اشعار پر مشتمل ہے۔ شارح نے مناقب کے علاوہ "حدائقِ بخشش" کے اُسی کلام کا شرح کے لیے انتخاب کیا ہے، جس کی شرح صوفی محمد اوّل اور مفتی فیض احمد اویسی نے کی ہے۔ شرح کے آغاز میں علامہ محمد تابش نے "نشانِ منزل" کے عُنوان سے شارح کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کیے ہیں اور تصانیف کی فہرست دی ہے۔ اِس کے بعد علامہ سیّد محمد مرغوب اختر الحامدی کا چھے حصوں اور چھیالیس (46) صفحات پر مشتمل ایک مقالہ ہے، جس میں اُنھوں نے کلام رضاؔ کی فنی خوبیاں بیان کی ہیں۔ مجموعی طور پر اِس شرح پر پہلی تینوں شروح کے گہرے اثرات ہیں۔ شارح نے حلِ لُغات، مفہوم و تشریح، آیات، واقعات، امام احمد رضاؔ اور دیگر شعرا کے شرح میں دیے گیے اشعار ، بیان کرتے ہوئے، پہلی تینوں شروح سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ شرح میں کہیں کہیں تخلیقی رنگ بھی نظر آتا ہے، لیکن مجموعی طور پر تقلیدی پہلو غالب رہا ہے۔ مذکورہ مشروح شعر کی شرح پر صوفی محمد اوّل کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ انھوں نے مذکورہ شعر میں یکتائی کے معانی خلوت اور تنہائی لیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

چوں کہ دوست تنہائی کا طالب ہوتا ہے، اس لیے میدانِ حشر میں جو ہجوم، پکڑ دھکڑ اور حساب و کتاب کے ہنگاموں کا دن ہے، جو تنہائی کی نقیض ہے، اس لیے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات اپنے پاس بلا کر اس نویدِ مسرت کو عملی جامہ پہنا دیا۔[14]

شرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ شارح نے شعر کے متن کی بجائے صوفی محمد اوّل کی شرح کو سامنے رکھا ہے اس پر غور و فکر کرتے ہوئے، شرح میں بیان کی گئی تعبیر کی مزید وضاحت کی کوشش کی ہے۔

---

[12] غلام یٰسین، وثائق بخشش، 1:123، 122۔

[13] فیض احمد اویسی، الحقائق فی الحدائق، 2:107، 106۔

[14] مولانا غلام حسن قادری، شرح کلام رضاؔ فی نعت المصطفیٰ ﷺ (لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن)، 176۔

عطرِ حدائقِ بخشش: مفتی محمد عارف محمود خان قادری

مفتی محمد عارف محمود خان قادری کی "عطرِ حدائقِ بخشش" جنوری 2016ء میں شائع ہوئی۔ یہ شرح چار حصوں میں منقسم ہے، جنھیں وصلِ اوّل، وصلِ دوّم، وصلِ سوّم اور وصلِ چہارم کے نام دیے گئے ہیں۔ پہلا وصل پچیس (25) نعتیہ اشعار پر مشتمل ہے، جب کہ باقی تین وصل مناقبِ غوثِ اعظمؒ کے چوہتر (74) اشعار پر مشتمل ہیں۔ شارح نے "حدائقِ بخشش" کی پہلی شروح سے تخلیقی استفادہ کیا ہے، تاہم "وثائقِ بخشش" اور "الحقائق فی الحدائق" کے گہرے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر غلام یٰسین راز امجدی نے پہلی نعت کے پہلے شعر کی شرح کرتے ہوئے مطابقت کے عنوان کے تحت سورہ والضحیٰ کی آیت نمبر 10 اور بخاری شریف کی ایک حدیث کی مدد سے شعر کے معانی مزید واضح کیے ہیں۔ عطرِ حدائقِ بخشش میں بھی ہمیں اسی شعر کی شرح میں مذکورہ آیت اور حدیثِ مبارکہ کا آخری حصہ ملتا ہے، باقی اشعار کی شرح میں بھی آیات واحادیث کا سراغ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ آیات واحادیث کے علاوہ علامہ غلام یٰسین راز امجدی نے شرح کرتے ہوئے جو مختلف توضیحی اشعار درج کیے ہیں، عطرِ حدائقِ بخشش میں بھی وہ اشعار نظر آتے ہیں مثلاً پہلی نعت کے تیسرے شعر کی حلِ لغات بیان کرتے ہوئے غلام یٰسین راز امجدی نے مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ کا درج ذیل شعر بیان کیا ہے۔

ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم[15]

عطرِ حدائقِ بخشش میں بھی ہمیں پہلی نعت کے تیسرے شعر کی حلِ لغات میں ہی مولانا جامی کا مذکورہ بالا شعر نظر آتا ہے۔[16]

شرح حدائقِ بخشش: صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی

صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی کی دو جلدوں پر مشتمل "شرح حدائقِ بخشش" اکتوبر 2016ء میں شائع ہوئی۔ انھوں نے اکہتّر (71) فی صد کلام کی شرح لکھی ہے، جو دو ہزار ایک سو چوّن (2154) اشعار پر مشتمل ہے۔ اُنھوں نے پہلی جلد میں "حدائقِ بخشش" حصہ اوّل کی تمام نعتوں کی ردیف وار شرح لکھی ہے، جب کہ دوسری جلد میں حصہ اوّل و دوم کے مناقب، حصہ سوم کے قطعات و مخمسات اور تینوں حصوں کی رباعیات کی شرح لکھی ہے۔ شرح کے آغاز میں امام احمد رضاؔ بریلوی کی حیات و خدمات اور کلام پر ہونے والے تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی کام کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں، لیکن اُن کی شرح پر "حدائقِ بخشش" کی پہلی شروح کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر اول الذکر مشروح شعر کی شرح پر صوفی محمد اوّل اور مولانا غلام حسن قادری کی شروح کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ شارح نے پہلے شارحین کی تعبیر کو مزید واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> حشر کا دن چوں کہ شور شرابے، بھیڑ، خوف وہراس اور دار وگیر کا دن ہے، اس دن تنہائی میسر آنا مشکل ہے۔ دو چاہنے والے جس طرح سے تنہائی میں بے دھڑک مل بیٹھ سکتے ہیں، حشر کے ہنگامہ خیز دن میں ایسا ہونا مشکل ہے۔ کسی نہ کسی کی خلل اندازی کا خیال رہتا ہے۔ معراج کی شب محبوب کریم ﷺ کو

---

[15] غلام یٰسین، وثائقِ بخشش، 1: 16۔

[16] محمد عارف محمود خان قادری، عطرِ حدائقِ بخشش (کراچی: جمعیت اہلِ سنّت، جنوری 2016)، 12۔

پاس بلانے کا ایک مقصود یہ بھی تھا کہ اکیلے میں محبوب کی رضا کے لیے امت کی بخشش کا مژدہ سنایا جائے اور مقامِ محمود پر شفاعت کا اختیار بھی دے دیا جائے۔ یہاں تنہائی میں مخل ہونے کی گنجائش بھی نہیں۔[17]

عرفانِ رضاؔ در مدحِ مصطفیٰ ﷺ: علامہ عبد الستار ہمدانی

علامہ عبد الستار ہمدانی نے "عرفانِ رضاؔ در مدحِ مصطفیٰ ﷺ" میں صنعتِ تجنیس کامل پر مشتمل ایک سو تیس (130) اشعار کی شرح لکھی ہے۔ شرح اور اُس کا مقدمہ "فنِ شاعری اور حسّان الہند" پہلی بار علاحدہ علاحدہ کتابی شکل میں 1999ء میں طبع ہوئے، اور بعد میں عرفانِ رضاؔ در مدحِ مصطفیٰ ﷺ حصہ اوّل و دوم کی صورت میں منظرِ عام پر آئیں۔ "فنِ شاعری اور حسّان الہند" میں شارح نے اُنچاس (49) عُنوانات قائم کیے ہیں۔ شارح نے فنِ شاعری کے آغاز کو سامنے رکھتے ہوئے "لوازمات" کے عُنوان سے مصرعہ، شعر، قافیہ اور ردیف جیسی شعری اصطلاحات کی وضاحت کی ہے، جن میں حرف، اعراب اور کلمہ جیسی قواعدی اصطلاحات بھی شامل ہیں۔ اِن اصطلاحات کو شامل کرنے کی وجہ آنے والے صفحات پر وزن، بحر اور تقطیع پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔ "صنعاتِ فنِ شاعری" کے عُنوان سے صنائع لفظی و معنوی بیان کیے گئے ہیں۔ شارح نے علمِ بیان کے ارکان، نظم کی اقسام اور اجزائے قصیدہ کو بھی صنائع میں داخل کر دیا ہے، مثلاً صنعتِ استعارہ، صنعتِ تشبیہ، صنعتِ متزاد، صنعتِ تشبیب، صنعتِ حُسنِ طلب، صنعتِ ترجیح بند وغیرہ۔ اُنھوں نے مختلف اصطلاحات اور صنائع کی تعریفیں فیروز اللغات کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ اُنھوں نے صنعتِ تجنیس کامل کے لحاظ سے حدائقِ بخشش کے حصہ اوّل، دوم اور سوم سے علی الترتیب چوراسی (84)، چھبیس (26) اور اُنیس (19) اشعار کا انتخاب کیا ہے، جب کہ ایک شعر تینوں حصوں میں موجود نہیں ہے۔ اِن کے منتخب کردہ اشعار میں انتخاب کے لحاظ سے کوئی واضح ترتیب نظر نہیں آتی، نہ تو "حدائقِ بخشش" کے تینوں حصوں کے لحاظ سے اِن میں کوئی ترتیب ہے اور نہ ہی منظومات کے لحاظ سے۔ مختلف حصوں کے ساتھ ساتھ، مختلف منظومات کے اشعار بھی بکھرے ہوئے ہیں۔ اشعار میں شرح کے لحاظ سے بھی اور صنعتِ تجنیس کامل کے لحاظ سے بھی تنقید کی گنجائش موجود ہے۔ سلامِ رضاؔ کے درج ذیل شعر میں صنعتِ تجنیسِ محرف ہے، لیکن شارح نے اسے صنعتِ تجنیس کامل ہی سمجھا ہے۔ انھوں نے "رَوح" کو "رُوح" پڑھا ہے اور شعر کی شرح بھی اس لحاظ سے کر دی ہے۔

اوجِ مہرِ ہدیٰ، موجِ بحرِ ندیٰ
رَوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

امام حسن رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ''اوجِ مہرِ ہدیٰ" یعنی ہدایت و شفقت میں بلند پایہ ہے اور "موجِ بحرِ ندیٰ" یعنی سخاوت کے سمندر کی لہریں ہیں۔ آپ کی ذات روح روحِ سخاوت ہے، یعنی سخاوت کے جوہر کی جان ہے۔ اس ذاتِ گرامی پر لاکھوں سلام ہوں۔ اس شعر میں لفظ "روح کا دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ پہلی مرتبہ جو لفظ "روح" ہے، اس کا مطلب "جان" ہے اور دوسری مرتبہ جو لفظ "روح" ہے اس کا مطلب "جوہر" ہے۔ دونوں لفظ "روح" حروف اور اعراب کے اعتبار سے مساوی،

[17] صوفی محمد عبد الستار طاہر مسعودی، شرح حدائقِ بخشش (لاہور: شاکر پبلی کیشنز، اکتوبر 2016)، 1: 132۔

لیکن معنٰی اور مطلب کے اعتبار سے متفرق ہونے کی وجہ سے یہ شعر فنِ شاعری کی صنعت تجنیس کامل کا شعر ہے۔[18] علامہ عبد الستار ہمدانی نے " رَوحِ رُوحِ سخاوت " کو "رُوحِ رَوحِ سخاوت " پڑھا ہے، اسی لیے انھوں نے صنعتِ تجنیسِ محرف کو صنعتِ تجنیسِ کامل سمجھا ہے۔ علامہ حافظ ذکاءاللہ سعیدی سلامِ رضاؔ کے مذکورہ شعر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ مہرِ ہدٰی ہیں، مگر ایسا مہر کہ جو عروج پر ہے اور وہ بحر ندٰی ہیں مگر ایسے کہ موج مارنے والے ہیں، سخاوت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں۔ وہ سخاوت کی روح کی خوشبو ہیں، رَوحِ رُوحِ سخاوت، تجنیسِ محرف کی صفت کا کیا خوب استعمال ہوا ہے، حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو خوشبو کہا ہے، استعارے کے طور پر مگر وہ خوشبو جو سخاوت کی روح کی خوشبو ہے۔[19]

بدیع الرضاؔ فی مدح المصطفیٰ ﷺ: میرزا امجد رازی

مرزا امجد رازی کی تصنیف "بدیع الرضاؔ فی مدح المصطفیٰ ﷺ" 2011ء میں شائع ہوئی۔ اُنھوں نے اکیس (21) بدائع معنوی اور اٹھائیس (28) بدائع لفظی کے حوالے سے امام احمد رضاؔ بریلوی کے ایک سو ستتر (177) اشعار کی شرح لکھی ہے۔ اُنھوں نے کتاب کے آغاز میں بدیع کے لُغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد، علم بدیع کی تاریخی حیثیت مختصر مگر جامع انداز میں بیان کی ہے۔ حُسنِ ذاتی، حُسنِ عارضی، مُحسناتِ معنویہ، مُحسناتِ لفظیہ کی تعریفیں بیان کی ہیں۔ بدائع معنوی میں اکسٹھ (61) اشعار کی شرح بیان کرتے ہوئے، اُنھوں نے واضح ترتیب قائم رکھی ہے۔ اُنھوں نے ہر صنعت کا آغاز اُس کے لُغوی معنی کی بحث سے کیا ہے، پھر قُرآنی آیات کی روشنی میں اِن معانی کو مزید روشن کیا ہے۔ پھر ہر صنعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے مستند کُتب کے حوالے بیان کیے ہیں، صنعت سے متعلقہ اُردو اور عربی اشعار لکھے ہیں اور آخر میں امام احمد رضاؔ بریلوی کے اشعار کی جو شرح اور بلاغت بیان کی ہے، قابلِ داد ہے۔ اُنھوں نے بدائع لفظی کے لحاظ سے امام احمد رضاؔ کے ایک سو سولہ (116) اشعار کی شرح لکھی ہے، لیکن دوسرے حصے میں پہلے حصے جیسی ترتیب نہیں ہے۔ دوسرے حصے بدائع لفظی میں صنعتِ تجنیسِ محرف کی تعریف اور مثالوں کے طور پر ایک عربی اور ایک اردو شعر کی وضاحت کرنے کے بعد انھوں نے امام احمد رضاؔ بریلوی کے درج ذیل شعر کی شرح بیان کی ہے۔

اک تیرے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کا
اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

یا رسول اللہ! آپ کے چہرہ والضحیٰ کی روشنی سے ہی دونوں جہان کو چین کی دولت نصیب ہے، اگر یہ روشنی نہ ہوتی، تو ہر کوئی شبِ جہالت کی وجہ سے اضطراب میں رہتا اور ہر حقیقت اس سے پوشیدہ رہتی۔ یہ تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کا فیض ہے کہ حقائقِ اشیا منکشف ہیں۔ یا رسول اللہ! انسانی جذباتِ محبت اسی نورِ رخ کی وجہ سے ہیں کیوں کہ اس نور کی تخلیق ہی اساسِ محبت ہے اور اسی بنیاد پر کائنات کی عمارت کھڑی کی گئی ہے، تو گویا یہی بنیاد اس کائنات کی عمارت کی جان ہے، اگر یہ نہ ہو تو عمارت کا اثبات ہی نہیں ہو سکتا۔[20]

---

[18] علامہ عبد الستار ہمدانی، عرفانِ رضاؔ در مدحِ مصطفیٰؐ (لاہور: اکبر بک سیلر، 2014)، 780، 779۔

[19] علامہ حافظ محمد ذکاءاللہ، شرح سلام رضاؔ (جہلم: بک کارنر، اپریل 2014)، 343۔

[20] میرزا امجد رازی، بدیع الرضاؔ فی مدح المصطفیٰ (کراچی: صدیقی پبلشرز، جنوری 2011)، 214، 213۔

بلاغتِ شعر کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس شعر کے مصرع ثانی کے شروع میں دو لفظ اِنس مکسورالاول اور اُنس مضموم الاول استعمال ہوئے ہیں، جو نوع و عدد و ترتیب میں متفق و متحد تو ہیں، مگر حرکات میں انحراف کا شکار ہیں اور بیت میں ان کا اختلاف واضح ہے۔[21]

شرح سلام رضاؔ: مفتی محمد خان

مفتی محمد خان کی تقریباً پانچ سو(500) صفحات پر مشتمل "شرح سلامِ رضاؔ" 1993ء میں شائع ہوئی۔ اُنھوں نے سلامِ رضاؔ کے ایک سو اکہتر (171) اشعار کی شرح لکھی ہے اور اشعار کی ترتیب و تعداد کے لحاظ سے سلامِ رضاؔ کو چودہ(14) حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ سلامِ رضاؔ فکر و فن کا ایسا حسین امتزاج ہے، جس کے فکری و فنی محاسن تفہیم و شرح میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اِن فکری و فنی محاسن کا نمایاں ترین پہلو سلامِ رضاؔ میں آنے والی تراکیب ہیں، جہاں پورے پورے مصرعے بھی تراکیبِ توالی کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ "شرح سلامِ رضاؔ" کا کمزور ترین پہلو الفاظ و تراکیب پر توجہ کا فُقدان اور شعر کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر شرح کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شارح کہیں کہیں اشعار کا متن سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں، بل کہ اُنھوں نے بعض مقامات پر حلِ لُغت میں بھی کج فہمی کا ثبوت دیا ہے۔ اُن کی شرح کا نمایاں ترین پہلو مذہبی حوالہ جاتی کُتب کی کثرت ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل شعر کی شرح دیکھیے۔

کثرتِ بعدِ قلت پہ اکثر درود
عزتِ بعدِ ذلت پہ لاکھوں سلام

یہ آپ ﷺ کے ابتدائی دور کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے اللہ کے دین کے غلبے کے لیے کام شروع کیا تو بے سر و سامانی کا عالم تھا۔ چند افراد کے علاوہ تمام اہلِ مکہ مخالف ہوگئے حتیٰ کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو وطن، رہایش، اور جائیداد چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔ مدینہ منوّرہ میں بھی استقامت کے ساتھ جدوجہد جاری رکھی، اہلِ کفر نے صاحبِ اسلام اور اسلام کو مٹانے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ غزوہ بدر و اُحد، حنین و خندق کی تفصیلات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔[22] اس کے بعد شارح نے مختلف غزوات کے حوالے سے بات کی ہے۔ قلت کے بعد کثرت و عزت کو ثابت کیا ہے۔ در حقیقت شارح متن کی تفہیم میں کج فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ اس لیے شرح کی بنیاد بھی کج فہمی کا شکار ہو گئی ہے۔ انھوں نے "بُعد" کو" بَعد" پڑھا ہے، اور اسی حساب سے شرح بھی کر دی ہے۔

مختصر شرح سلام رضاؔ: محمد نعیم اللہ قادری

محمد نعیم اللہ قادری کی "مختصر شرح سلامِ رضاؔ" 2004ء میں شائع ہوئی۔ اِس شرح پر مفتی محمد خان کی "شرح سلامِ رضاؔ" کے گہرے اثرات ہیں۔ شارح نے کم و بیش تمام اشعار اور مذہبی کُتب کے حوالہ جات مُفتی محمد خان کی شرح سے نقل کیے ہیں۔ اُنھوں نے "شرح سلامِ رضاؔ" میں بیان کی گئی مختلف روایات کو بھی تلخیصانہ انداز میں بیان کیا ہے، بل کہ کہیں کہیں تو

[21] رازی، بدیع الرضاؔ فی مدح المصطفیٰ، 214۔

[22] مفتی محمد خاں قادری، شرح سلامِ رضاؔ (لاہور: کاروانِ اسلام پبلی کیشنز، 2016)، 8: 200، 201۔

پورے پورے جملے بھی نقل کر دیے ہیں۔ سلام رضاؔ کے موخر الذکر شعر کی شرح کرتے ہوئے، محمد نعیم اللہ قادری نے بھی "بُعد" کو "بَعد" ہی پڑھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> یارَسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے طفیل مسلمانوں کی قلت کو کثرت میں بدل دیا، وہ بے سروسامانی کے عالم میں تھے، حتیٰ کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو استقامت اور غلبہ عطا فرمادیا۔ مسلمانوں کو فتوحات کے بعد فتوحات حاصل ہوئیں اور چارسُو مسلمانوں اور اسلام کو عزت و غلبہ حاصل ہوا اور کفر و شرک کی ذلالت سے اسلام اور توحید کو عزت عطا ہوئی ہے۔[23]

شرح سلام رضاؔ: علامہ حافظ ذکاء اللہ سعیدی

علامہ حافظ ذکاء اللہ سعیدی کی "شرح سلامِ رضاؔ" 2014ء میں شائع ہوئی۔ اُنھیں کلام رضاؔ کے بہترین شارحین میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اُنھوں نے سلامِ رضاؔ کے تمام اشعار کی علاحدہ علاحدہ شرح بیان کی ہے۔ باقی شارحین کی طرح وہ کہیں بھی دو یا دو سے زیادہ اشعار کی شرح کرتے دکھائی نہیں دیتے۔ اُنھوں نے زیادہ تر اشعار کی شرح دو اڑھائی صفحات میں کی ہے، لیکن کہیں کہیں تین یا چار صفحات پر مشتمل شرح بھی ملتی ہے۔ شرح کے دوران اُن کی ساری توجہ شعر کے متن پر مرکوز رہتی ہے۔ وہ کہیں بھی تعبیر و تنقید کی وادیوں میں قدم رکھتے دکھائی نہیں دیتے۔ وہ پہلے شعر کی فرہنگ اور مفہوم بیان کرتے ہیں اور پھر شعر کی شرح کرتے ہیں۔ وہ فرہنگ میں اشعار کی تراکیب کو توڑتے ہوئے علاحدہ علاحدہ الفاظ کے معانی بیان کرتے ہیں، لیکن اُنھوں نے کہیں کہیں مکمل تراکیب کے معانی بھی بیان کیے ہیں۔ اُنھوں نے زیادہ تر مفہوم بیان کرتے ہوئے مختلف تراکیب کی معنوی دلالتیں واضح کی ہیں۔ ان کی پوری شرح میں ایک سلیقہ، قرینہ اور ترتیب دکھائی دیتی ہے۔ وہ شرح کے دوران شعر کے مفاہیم و مطالب کو کھولتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان مفاہیم و مطالب کو مزید واضح کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کے یہ حوالاجات شعر کے متن سے مکمل طور پر لگا کھاتے ہیں، کہیں بھی تعبیر کا گماں نہیں گزرتا۔ شرح میں اُن کے بیان کردہ وضاحتی اشعار بھی شعر کے متن اور مفاہیم و مطالب سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے اشعار کی شرح کے دوران علم بیان اور مختلف صنائع لفظی و معنوی کی نشان دہی اور وضاحت بھی کی ہے۔ سلام رضاؔ کے موخر الذکر شعر کی شرح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> آپ ﷺ کو وہ عطا کردہ کثرتیں، جو قلت سے دور ہیں، ان کثرتوں پر اسی طرح کے اکثر زیادہ سے زیادہ درود ہوں... رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ عزتیں عطا فرمائیں اور آپ ﷺ کو جو عزتیں عطا فرمائیں، ان کا دور دور تک بھی ذلت سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہر قسم کی ذلت کی کثافت اور رذالت سے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی عزت دور ہے۔[24]

سلام رضاؔ کے چند اشعار: علامہ محمد جلال الدین

---

[23] محمد نعیم اللہ خان قادری، مختصر شرح سلام رضاؔ (کاموںکے: فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز، اکتوبر 2004)، 19، 20۔

[24] ذکاء اللہ، شرح سلامِ رضاؔ، 94، 95۔

علامہ محمد جلال الدین نے "سلامِ رضاؔ کے چند اشعار" کے عُنوان سے چار اشعار کی تقریباً سو صفحات پر محیط شرح لکھی ہے۔ یہ شرح ماہنامہ "دلیلِ راہ، لاہور" کے "درود و سلام نمبر" میں 1993ء میں شائع ہوئی اور بعد میں 1998ء میں کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی۔ مولانا جلال الدین اِس شرح کے متعلق لکھتے ہیں:

> مدت سے خواہش تھی کہ اِس سلام کی تشریح آسان اُردو میں کر دی جائے، مگر اپنی علمی بے بضاعتی ہمیشہ آڑے آئی، احباب کے اصرار پر بالآخر کمرِ ہمت باندھی اور اِنھی کے توسل سے اشعار کی تشریحات کا مواد اکٹھا کرنا شروع کیا۔ کچھ علمی مواد جمع بھی ہوا، اِس طرح اِن کے اشعار کی تشریح لکھنی شروع کی۔ ابھی چند اشعار کی تشریح لکھ سکا، تو معلوم ہوا کی مقتدر عُلما اِس سلام کی شرح لکھ رہے ہیں۔ تسلی ہوئی کہ یہ عُلماء فقیر قادری غفرلہ کی نسبت بہتر انداز میں شرح لکھیں گے، فقیر نے مزید شرح لکھنے سے قلم روک دیا۔[25]

اُنھوں نے قُرآن و حدیث اور دیگر مذہبی کُتب کے لحاظ سے پہلی شروح سے بھرپور استفادہ کیا ہے، لیکن وہ اشعار کے معانی و مطالب کو کھولنے کی بجائے زیادہ تر الفاظ کے لغوی مباحث میں الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح و حواشی: مولانا عاصی بغدادی

مولانا عاصی بغدادی کی تصنیف "قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح و حواشی" مئی 2016ء میں طبع ہوئی۔ اس کے حواشی مفتی عبد الرحمٰن قادری نے لکھے ہیں۔ مولانا عاصی بغدادی نے قصیدہ معراجیہ کے سڑسٹھ (67) اشعار کی منفرد انداز میں شرح کی ہے۔ شرح کرتے ہوئے اُن کی پوری توجہ شعر کے متن پر مرکوز رہتی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ واقعہ معراج شریف بیان کر رہے ہیں، جس میں اعلیٰ حضرت کے اشعار جگمگاتے موتیوں کی طرح خوش نُما روشنیاں بکھیر رہے ہیں۔ وہ اشعار کے معانی و مطالب کو مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے قُرآن و احادیث کے حوالے سے اس انداز سے کھولتے ہیں کہ شعر کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے۔ وہ اشعار کے معانی و مطالب بیان کرنے سے پہلے ایسی بنیاد بناتے ہیں کہ اِن کے معانی و مطالب خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔ درج ذیل شعر کی شرح دیکھیے کہ شارح نے کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ واقعہ معراج شریف عقل و خرد سے کس قدر ماوراء ہے! عقل جن چیزوں پر اپنی بنیادیں استوار کرتی ہیں، وہاں ان چیزوں کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔

سراغِ این و متیٰ کہاں تھا، نشانِ کیف و اِلیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

این (کہاں)، متیٰ (کب) عربی سوالیہ لفظ ہیں: الیٰ، کیف، (کیسے) الیٰ (طرف)، چار لفظ سوال کے لیے استعمال ہوتے ہیں کہ آدمی کہاں گیا، کب گیا، کس طرف گیا اور کیسے گیا، تو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں کہ چاروں لفظوں کی یہاں گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ یہاں کوئی ساتھی ہی نہیں ہے، نہ رستے میں کوئی نشان لگے ہوئے ہیں نہ کوئی سمتیں ہیں، نہ کوئی مکان ہے کہ آدمی

---

[25] محمد جلال الدین، سلامِ رضا کے چند اشعار (کھاریاں: اکتوبر 1998)،10۔

بتائے۔ این یعنی کہاں، متیٰ یعنی کب، وہاں این و متیٰ کا کوئی سراغ نہیں تھا، کیف و الی کا کوئی نشاں ہی نہیں تھا کہ کیسے گئے اور کس طرف گئے۔[26]

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

جھومنے کا عالم! جن لوگوں نے کعبۃ اللہ کی زیارت کی ہے انھوں نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ اس پر سونے کا ایک میزاب یا پرنالہ بنا ہوا ہے اس پر جب بارش کا پانی پڑتا ہے تو اس کے آخر میں ایک پتر الگا ہوا ہے اس پترے پر جب پانی پڑتا ہے تو وہ پتر اہلتا ہے اور جو پانی کعبۃ اللہ کی چھت سے گرتا ہے وہ ایک جگہ دھار بن کر نہیں گرتا بل کہ قطرے قطرے ہو کر پورے حطیم مین پھیل جاتا ہے۔۔۔ (یہ جھوما۔۔۔ جھومر) جس طرح دلہن اپنے بالوں میں جھومر لگایا کرتی ہیں جو ایک قسم کا زیور ہوتا ہے جو ایک زنجیر کے ساتھ بندھا ہوتا ہے اور مانگ کے اوپر رکھا جاتا ہے تو اعلیٰ حضرت اس سے میزاب رحمت کی تشبیہ دے رہے ہیں کہ یہ جھومر ہے جو کعبۃ اللہ، دلہن کے سر پر رکھا ہوا تھا اور وجد کی یہ کیفیت تھی کہ یہ جھومر ڈھلک کر کان پر آگیا تھا اور جب فوار برسی، نور کی بارش ہوئی تو موتی جھڑ کر یا موتی وہاں سے جو برس رہے تھے تو حطیم کی گود میں گر رہے تھے۔[27]

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحرِ ہُو میں ابھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے

بجرا: چھوٹی کشتی، ناؤ۔ تموج: موجیں اٹھنا۔ بحر: سمندر۔ ہُو: مراد اللہ تعالیٰ۔ بحر ہو: بحر وحدت: اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے مختلف فنون کو سمیٹتے ہوئے مقام فنا اور مقام بقا کی کیفیت کو بیان کیا ہے اور ایک منظر کا تخیل سامع کے سامنے لاتے ہوئے کہ جس طرح ایک چھوٹی سی کشتی کو عظیم موج اپنی طاقت سے جب بہا کر لے جاتی ہے تو اپنی طاقت سے طے کیے جانے والے فاصلے سے ہزاروں گنا زیادہ فاصلہ اس موج کی قوت اسے طے کرا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم خاص نے سرکار ﷺ کو قرب خاص کی منزل عطا کر کے ان کو ہمیشہ کے لیے فنا سے دور بقاء باللہ کے مرتبے پر ایسا فائز کر دیا کہ اب کوئی اس قرب کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔[28]

مفتی عبد الرحمٰن کے حواشی سونے پر سہاگے کا کام کر رہے ہیں، وہ شرح میں بیان کردہ معلومات کے نہ صرف حوالہ جات فراہم کر رہے ہیں، بل کہ ان معلومات میں بھی اضافہ کر رہے ہیں۔ مثلاً مفتی عبد الرحمٰن نے مندرجہ بالا شعر کی شرح کے حاشیہ میں قرآنی تلمیح دنیٰ[29] کی وضاحت کی ہے کہ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر ہو اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بل کہ اس سے بھی کم۔[30]

---

[26] مولانا عاصی کرنالی بغدادی، قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح و حواشی (کراچی: تحریکِ اتحادِ اہلِ سنّت، مئی 2016)، 53۔

[27] عاصی بغدادی، قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح، 22،22۔

[28] عاصی بغدادی، قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح، 54،55۔

[29] ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (النجم 53: 8-9)۔

[30] عاصی بغدادی، قصیدہ معراجیہ بمع مختصر شرح، 54۔

نتیجہ بحث

امام احمد رضاؔ بریلوی کے نعتیہ دیوان حدائقِ بخشش کے تینوں حصوں کی مکمل شرح ابھی تک کسی شارح نے نہیں کی، خاص طور پر حدائقِ بخشش کے حصہ سوم کا کچھ منتخب کلام شارحین کے ہاں ملتا ہے، لیکن اس حصے کا زیادہ تر کلام غیر مشروح ہے۔ مفتی غلام یٰسین راز امجدی، میرزا امجد رازی، علامہ حافظ ذکاءاللہ سعیدی اور مولانا عاصی کرنالی کلامِ رضاؔ کے بہترین شارح ہیں۔ شرح کے دوران ان کی ساری کی ساری توجہ متن کے معانی و مطالب کو آسان کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔ وہ قرآنی آیات و احادیث اور دیگر شعرا کے اشعار کی مدد سے متن کے معانی و مطالب کو مزید واضح کرتے ہیں۔ صوفی محمد اول اور مولانا عبدالستار ہمدانی کی اشعار کے معانی و مطالب تک رسائی سطحی نوعیت کی ہے۔ وہ اکثر مقامات پر اشعار کے معانی و مطالب کھولنے میں ناکام دکھائی دیتے ہیں۔ باقی شارحین کی زیادہ تر توجہ مذہبی تنقید پر رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں اشعار کی معنوی تفہیم و ترسیل ثانوی درجہ اختیار کرتے ہوئے ابہام و اشکال کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان شارحین کے ہاں تقلیدی اثرات واضح نظر آتے ہیں۔